

## بدلہ لینے کے ضوابط

<?xml encoding="UTF-8">

بدلہ لینے کے ضوابط

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿الشورى-۴۰- تا-۵۳﴾

۴۰۔ اور برائی کا بدلہ اسی طرح کی برائی سے لینا (جائز) ہے، پھر کوئی درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے، اللہ یقیناً ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

40۔ اس آیت اور بعد کی چند آیتوں میں بدلہ لینے کے ضوابط کا ذکر ہے۔ پہلا یہ کہ جتنی برائی ہوئی ہے اس کے بدلے میں اتنی ہی برائی کی جائے (زیادہ کا حق نہیں)۔ دوسرا یہ کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے، تاہم بعض مواقع پر معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے۔ تیسرا یہ کہ جائز بدلہ لینے کے سلسلے میں جو عمل انجام دیا جاتا ہے اس پر کوئی گرفت نہیں ہے اور دیت ہے نہ قصاص۔

وَلَمَنْ اَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ

۴۱۔ اور جو شخص مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لے پس ایسے لوگوں پر ملامت کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

۴۲۔ ملامت تو بس ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق زیادتی کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

۴۳۔ البتہ جس نے صبر کیا اور درگزر کیا تو یہ معاملات میں عزم راسخ (کی علامت) ہے۔

43۔ گزشتہ آیات میں ایمان والوں کے چند ایک اوصاف کا ذکر ہوا: توکل بر خدا۔ گناہان کبیرہ سے پرہیز۔ غصہ کی صورت میں معافی دینا۔ نماز قائم کرنا۔ اپنے معاملات میں مشاورت کرنا۔ انفاق کرنا۔ ظلم کا بدلہ لینا۔ مظلوم واقع ہونے کے بعد درگزر کرنا۔ ان میں سے بعض اوصاف واجبات میں سے ہیں، بعض مستحبات، بعض صرف جائز ہونے کی حد تک ہیں، جیسے بدلہ لینا۔

وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ

۴۴۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اس کے لیے کوئی کارساز نہیں ہے اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ جب وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے: کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے ؟

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذَّلِيلِ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ

۴۵۔ اور آپ دیکھیں گے کہ جب وہ جہنم کے سامنے لائے جائیں گے تو ذلت کی وجہ سے جھکے ہوئے نظریں چرا کر دیکھ رہے ہوں گے اور (اس وقت) ایمان لانے والے کہیں گے: خسارہ اٹھانے والے یقیناً وہ ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا، آگاہ رہو! ظالم لوگ یقیناً دائمی عذاب میں رہیں گے۔

45۔ عذاب اس قدر ہولناک ہو گا کہ وہ اس پر پوری نگاہ بھی نہیں ڈال سکیں گے۔ اس حال میں مومنین کا یہ احساس نہایت لذت بخش ہو گا جس کا وہ ان لفظوں میں اظہار کریں گے: جن لوگوں نے آج کے دن کا خسارہ اٹھایا، وہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ ہم اس سے محفوظ رہے۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءٍ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ

۴۶۔ اور اللہ کے سوا ان کے ایسے سرپرست نہ ہوں گے جو ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کر دے پس اس کے لیے کوئی راہ نہیں ہے۔

اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ مَلَجٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ

۴۷۔ اپنے رب کو لبیک کہو اس سے پہلے کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آ جائے جس کے ٹلنے کا کوئی امکان نہیں، اس دن تمہارے لیے نہ کوئی پناہ گاہ ہو گی اور نہ ہی انکار کی کوئی گنجائش ہو گی۔  
47۔ اس آیت کا دوسرا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے: اپنے پروردگار کو لبیک کہو قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس کے اللہ کی طرف سے ٹلنے کا کوئی امکان نہیں۔ اگر ہم مِنَ اللَّهِ کو يَوْمِ سے مربوط قرار دیں تو پہلا ترجمہ درست ہے۔ اگر مِنَ اللَّهِ کو مَرَدَّ سے مربوط قرار دیں تو دوسرا ترجمہ درست ہے۔ کافروں کے بارے میں اللہ کا فیصلہ حتمی اور اٹل ہوتا ہے، اس لیے اس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَحَرَحَ بِهَا وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ

۴۸۔ پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا، آپ کے ذمے تو صرف پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر ان کے اپنے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت یہ انسان یقیناً ناشکرا ہو جاتا ہے۔  
48۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمے صرف حکم خدا کی تبلیغ ہے اور اس حکم کو قبول کروانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات طاقت اور جبر کے ذریعے مسلط نہیں کی جاتی۔ اگر ایسا ہوتا تو انبیاء کی ضرورت نہ رہتی، اس کے لیے اللہ کی طرف سے ایک تکوینی اشارہ کُن کافی تھا۔

انبیاء کو دل اور ضمیر سے کام ہے۔ جس کا دل صحت مند اور ضمیر زندہ ہو، وہ اس خدائی آواز کو پہچان لیتا ہے اور مریض دل اور مردہ ضمیر والوں پر حجت پوری ہونے کے بعد ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس صورت میں وہ محسوس پرست ہوتا ہے، اس کی خوشی و غم کا مدار سامنے کی حالت پر ہوتا ہے، نہ گزشتہ کی قدر، نہ آئندہ کی فکر۔

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنِائًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ

۴۹۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے خلق فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں

عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نرینہ اولاد عطا کرتا ہے۔

49. اولاد نرینہ ہو یا لڑکی، اس کا عطا کنندہ اللہ ہے۔ اگر انسان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ پدر کے Y کو ماں کے X کے ساتھ جفت کر کے لڑکا اور پدر کے X کو ماں کے X کے ساتھ جفت کر کے لڑکی کے پیدا ہونے کے لیے فضا سازگار بنا لیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اولاد دینے والا ہے۔ اس انسان کو نطفہ پدر، تخم مادر میں سے کسی ایک کے بنانے پر قدرت نہیں ہے۔ صرف راز قدرت کے سمجھنے کی صورت میں اس سے استفادہ کی بات ہے۔ جیسے قدیم سے لوگوں نے تجربہ کیا ہے کہ بعض غذاؤں اور دواؤں کے استعمال کی وجہ سے لڑکی یا لڑکا کے پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے۔

أَوْ يَرْوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ

۵۰۔ یا (جسے چاہے) بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے وہ یقیناً بڑا جاننے والا ، قدرت والا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

۵۱۔ اور کسی بشر میں یہ صلاحیت نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے ماسوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے یا یہ کہ کوئی پیام رساں بھیجے پس وہ اس کے حکم سے جو چاہے وحی کرے، بے شک وہ بلند مرتبہ ، حکمت والا ہے۔

51۔ وحی کے تین طریقوں کا ذکر ہے۔ وحی یا تو براہ راست رسول کے قلب پر نازل ہوتی ہے یا یہ کہ پردے کے پیچھے سے وحی ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر درخت کے پردے میں وحی ہوئی یا یہ کہ فرشتے کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان ذرائع کے علاوہ روبرو ہو کر بات نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ کسی محسوس شکل میں نہیں آ سکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی اس وقت طاری ہوتی تھی جب براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر وحی نازل ہوتی تھی، ورنہ جبرئیل ایک خادم کی طرح آپ کے سامنے بیٹھ جاتے۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ



۵۲۔ اور اسی طرح ہم نے اپنے امر میں سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی ہے، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ہی ایمان کو (جانتے تھے) لیکن ہم نے اسے روشنی بنا دیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور آپ تو یقیناً سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں،

52۔ مَنْ أَمَرَنا عالم امری اور کن فکانی کے حتمی اور اٹل فیصلے کی طرف سے روحاً ایک حیات بخش قرآن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کیا۔ اس کتاب کے مندرجات اور ایمان کی تفصیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے قطع نظر بذات خود نہیں جانتے تھے۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے وحی ہے۔ واضح رہے چالیس سال کے بعد اعلان رسالت سے بہت پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت پر فائز تھے اور وحی کا تعلق نبوت سے ہے۔ اعلان رسالت اور نبوت میں فرق بیان کیے بغیر یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے کچھ جانتے ہی نہ تھے اور نبوت سے مراد وہ اعلان رسالت لیتے ہیں، غیر ذمہ دارانہ بات ہے۔



صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿الشورى-۵۳﴾



۵۳۔ اس اللہ کے راستے کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے، آگاہ رہو! تمام معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔